Online Edition

منگل 28 جولائی 2020ء | 07 ذوالحجہ 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:179

ارشادِ باری تعالیٰ

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ (آل عمران 93)

ترجمہ:۔تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم اُن چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

شرط یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال پاک مال ہو، پاک کمائی میں سے ہو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اتنے اجر اگر لینے ہیں اور اپنے مال کے سائے میں رہنا ہے تو گند سے تو اللہ تعالیٰ ایسے اعلیٰ اجر نہیں دیا کرتا۔اور جن کا مال گندہ ہو ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے نہیں ہوتے اور اگر کہیں خرچ کر بھی دیں۔اگر لاکھ روپیہ جیب میں ہے اور ایک روپیہ نکال کر دے بھی دیں گے تو پھر سو آدمیوں کو بتائیں گے کہ مَیں نے یہ نیکی کی ہے۔لیکن نیک لوگ، دین کا درد رکھنے والے لوگ، جن کی کمائی پاک ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور پھر کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی بڑی قدر کرتا ہے۔جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جس نے ایک کھجور بھی پاک کمائی میں سے اللہ کی راہ میں دی۔اور اللہ تعالیٰ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا اور اسے بڑھاتا چلا جائے گا یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہوجائے گی۔جس طرح تم میں سے کوئی اپنے چھوٹے سے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک بڑا جانور بن جاتا ہے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ من کسب طیب)

آج جماعت میں ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ان کے بزرگوں نے تکلیفیں اٹھا کر اپنی پاک کمائی میں سے جو قربانیاں کیں اللہ تعالیٰ نے ان کی نسلوں کے اموال ونفوس میں بے انتہاء برکت ڈالی۔

(خطبہ جمعہ مؤرخہ 9جنوری 2004ء بمطابق ۹/صلح ۱۳۸۳ھجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- دل کعبہ کو چلا مرا بت خانہ چھوڑ کر (منظوم)
- کیا یہ قربانیاں صرف حاجیوں کے لیے مقرر ہیں؟
- تحریک وقف نو اور خلافت احمدیت کی بابرکت رہنمائی

فرمانِ رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کے حوالے سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’اے آدم کے بیٹے تُو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کرکے مطمئن ہوجا، نہ آگ لگنے کا خطرہ، نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چور کی چوری کا ڈر۔میرے پاس رکھا گیا خزانہ مَیں پورا تجھے دوں گا اس دن جبکہ تُو اس کا سب سے زیادہ محتاج ہوگا‘‘۔ (طبرانی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک انفاق فی سبیل اللہ کرنے والا اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے اپنے مال کے سایہ میں رہے گا‘‘۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۴۸)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

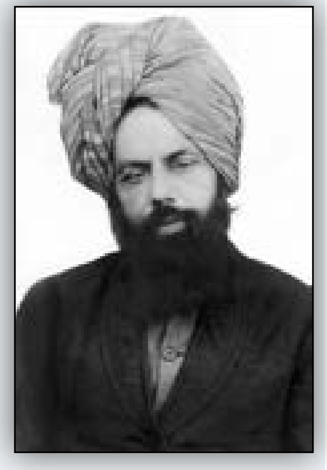

بخل کو چھوڑ دو

’’مَیں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔جو شخص سچے دل سے خداتعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا جو اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خداتعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اس سے دُور ہوجاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دُور ہوجاتی ہے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۴۹۸)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’میں یقیناً جانتا ہوں کہ خسارہ کی حالت میں وہ لوگ ہیں جو ریاکاری کے موقعوں میں تو صدہا روپیہ خرچ کریں۔اور خدا کی راہ میں پیش و پس سوچیں۔شرم کی بات ہے کہ کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہوکر پھر اپنی خِست اور بخل کو نہ چھوڑے۔یہ خداتعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر ایک اہل اللہ کے گروہ کو اپنی ابتدائی حالت میں چندوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ہمارے نبی ﷺ نے بھی کئی مرتبہ صحابہؓ پر چندے لگائے۔جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے بڑھ کر رہے ... جو ہمیں مدد دیتے ہیں آخر وہ خدا کی مدد دیکھیں گے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۱۵۶)

پھر فرمایا:۔

’’دُنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔اسی واسطے علمِ تعبیر الرویاء میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مُراد مال ہے۔یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کے لیے فرمایا: لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (آل عمران:93) حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے۔جب تک تم عزیز ترین چیز نہ خرچ کرو گے، کیونکہ مخلوقِ الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے اور ابنائے جنس اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے جو ایمان کا دُوسرا جزو ہے جس کے بدُوں ایمان کاملِ اور راسخ نہیں ہوتا۔جب تک انسان ایثار نہ کرے۔دُوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔دُوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شے ہے اور اس آیت میں لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔

پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کی زندگی میں للہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی اور وہ کل اثاث البیت لے کر حاضر ہوگئے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1صفحہ 367)

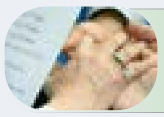

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:۔

بیعت کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے

’’...... ہمیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آئے ہیں اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی بیعت میں آنے والے ہی حقیقی مومن ہیں، ایک تو اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ صرف یہ ایک عمل کہ ہم بیعت میں آگئے کافی نہیں، بلکہ ہم نے اپنے اعمال کے بیج کی حفاظت کر کے اس کے اُگنے کے سامان کرنے ہیں۔ پھر اس کے اُگنے کے بعد نرم سبزے کی حفاظت کرنی ہے۔ پھر نرم سبزے نے جب ٹہنیوں کی صورت اختیار کرنی ہے اس کی نگہداشت کرنی ہے، اسے ہر قسم کے کیڑے مکوڑوں اور جانوروں سے محفوظ رکھنا ہے۔ پھر اس پودے کی نگہداشت رکھتے ہوئے اسے مضبوط تنے پر کھڑا کرنا ہے، تب جا کر یہ ثمر آور درخت بنے گا، پھل دینے والا درخت بنے گا جو فائدہ پہنچائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو تمام اعمال اور اخلاق کے جامع ہوتے ہیں وہی متقی کہلاتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر ایک ایک خُلق فرداً فرداً کسی میں ہو تو اسے متقی نہیں کہیں گے جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں۔ کسی ایک نیکی کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو نیک نہ سمجھے تقویٰ پر قدم مارنے والا نہیں جب تک تمام اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں۔‘‘

ہر احمدی کو نیکیاں اختیار کر کے ان میں بڑھتے چلے جانا ہے

’’...... ایک تو یہ بات ہر وقت ہر احمدی کو ذہن نشین کرنی چاہئے کہ ایمان میں مضبوطی کے لئے تمام نیکیوں کو اختیار کرنا اور ان میں بڑھتے چلے جانا ضروری ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ...... کہ اللہ مومنوں کا دوست ہے اس لئے ان کی حفاظت فرماتا ہے اور کافر اس لئے تباہ ہوتے ہیں کہ ان کا کوئی دوست نہیں۔ اب اس مدد کو اور رنگ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا کہ صرف دوست نہیں ہے اور صرف حفاظت ہی نہیں کرتا بلکہ مومنوں کو یہ ضمانت ہے کہ مومنوں کو کافروں پر فوقیت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے ایسے سامان پیدا فرمائے گا کہ جیت یقیناً مومنوں کی ہو گی، غلبہ یقیناً تمہارا ہو گا۔ مخالفین کی کثرت سے ان کے ساز وسامان سے، ان کے مکروں سے، ان کی حکومتوں سے تم پریشان نہ ہو۔ ان کے حملے تمہارے ایمانوں میں کمزوری پیدا نہ کریں۔ یاد رکھو کہ دشمنوں کے جتھے تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ اپنے اوپر فرض کر لیا ہے کہ انبیاء اور مومنین کی جماعت ہی آخر کار غالب آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ذریعوں سے دشمن کی تباہی کے سامان کرتا ہے جو ایک عام آدمی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 17اگست 2007ء)

(الفضل انٹرنیشنل 7/ستمبر تا13/ستمبر 2007ء)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَ الْاِسْلَامِ ،رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ ۔ھِلَالُ رُشْدٍ وَّ خَیْرٍ

(سنن الدارمی کتاب الصوم باب ما یقال عند رؤیۃ الھلال)

ترجمہ: ’’اے میرے خدا! یہ چاند امن وامان اور صحت وسلامتی کے ساتھ ہر روز نکلے۔ اے چاند! میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے تو خیر وبرکت اور رشد وبھلائی کا چاند بن‘‘۔

یہ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی نئے چاند دیکھنے کی دعا ہے۔ آپؐ کا انسانیت پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ آپؐ نے صبح اٹھنے کے وقت سے لے کر رات سونے کے وقت تک مختلف رنگوں میں دعاؤں کے خزائن ہمیں بتلائے ہیں۔ یہ دعا بھی ان میں سے ایک ہے۔

ایک دفعہ حضرت مسیحِ موعودؑ نے ماہ ربیع الاول کا چاند دیکھ کر فرمایا:

’’ہر مہینہ اپنے اندر خیر اور شر کے لوازم رکھتا ہے۔ اس لئے دعا کرنی چاہئے‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 323)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

دل کعبہ کو چلا مرا بت خانہ چھوڑ کر

دل کعبہ کو چلا مرا بت خانہ چھوڑ کر
زمزم کی ہے تلاش اسے میخانہ چھوڑ کر

کیوں چل دیا ہے شمع کو پروانہ چھوڑ کر
جاتا ہے کوئی یوں کبھی کاشانہ چھوڑ کر

منجدھار میں ہے کشتی ڈبوئی خرد نے آہ
کیا پایا میں نے خصلتِ رندانہ چھوڑ کر

اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہئے
کیوں کر جیوں گا ہاتھ سے پیمانہ چھوڑ کر

سچ ہے کہ فرق دوزخ و جنت میں ہے خفیف
پائی نجات دام سے اک دانہ چھوڑ کر

ہے لذتِ سماع بھی لطفِ نگاہ بھی
کیوں جارہے ہو صحبت جانانہ چھوڑ کر

ملک و بلاد سونپ دیئے دشمنوں کو سب
بیٹھے ہو گھر میں خصلتِ مردانہ چھوڑ کر

ہے گنجِ عرش ہاتھ میں قرآن طاق پر
مینا کے ہورہے ہیں وہ میخانہ چھوڑ کر

دل دے رہا ہوں آپ کو لیتے تو جائیے
کیوں جارہے ہیں آپ یہ نذرانہ چھوڑ کر

(کلام محمود صفحہ 242۔ اخبار الفضل جلد 8۔ 26 ستمبر 1954ء۔ لاہور۔ پاکستان)

تبرکات

عیدالاضحیٰ کی قربانیاں

کیا یہ قربانیاں صرف حاجیوں کے لیے مقرر ہیں؟

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے مندرجہ بالا موضوع پر ایک نہایت جامع اور مبسوط مضمون رقم فرمایا تھا۔اس مضمون کا ایک حصہ عیدالاضحیٰ کی تقریب کی مناسبت سے درج ذیل کیا جاتا ہے۔)

عیدالاضحیٰ کے حکم کا پس منظر

اس مسئلہ کے متعلق صحیح اسلامی تعلیم بتانے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختصر الفاظ میں یہ بتا دیا جائے کہ عیدالاضحیٰ کس چیز کا نام ہے اور وہ اسلام میں کس طرح شروع ہوئی اور اس کی غرض و غایت اور حکمت کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ تا کہ اس سوال کا پس منظر واضح ہو جائے کیونکہ پس منظر کے بغیر کسی چیز کا صحیح تصور قائم نہیں ہو سکتا۔ سو جاننا چاہیے کہ

(1) عید ایک عربی لفظ ہے جس کے معنی ایسی اجتماعی خوشی کے دن کے ہیں جو بار بار آئے اور اسلام میں تین عیدیں مقرر کی گئی ہیں۔ ایک جمعہ کی عید ہے جو سات دن کی نمازوں کے بعد آتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے ماتحت یہ عید ساری عیدوں میں سب سے زیادہ اہم اور زیادہ برکت والی عید ہے۔ گو تھوڑے تھوڑے وقفہ پر آنے کی وجہ سے لوگ عموماً اس کی قدر کو نہیں پہچانتے۔ دوسرے عیدالفطر ہے جو ہر سال رمضان کی تیس روزہ عبادت کے بعد آتی ہے اور اس کا نام عیدالفطر اس واسطے رکھا گیا ہے کہ رمضان کے روزوں کے بعد گویا اس عید کے ذریعہ مومنوں کی افطاری ہوتی ہے اور تیسرے عیدالاضحیٰ ہے جو ذوالحجہ مہینہ کی دسویں تاریخ کو حج کی عبادت کے اختتام پر (جو نو تاریخ کو ہوتا ہے) آتی ہے اور پاکستان میں یہ عید عرفِ عام میں بقرعید کہلاتی ہے اور بعض لوگ اسے بڑی عید بھی کہتے ہیں۔

(2) عیدالاضحیٰ کا نام عیدالاضحیٰ اس واسطے رکھا گیا ہے اور حدیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسی وجہ سے اس نام سے یاد فرمایا ہے کہ یہ قربانیوں کی عید ہے۔ کیونکہ اَضْحٰی کا لفظ عربی زبان میں اَضْحَاۃٌ کی جمع ہے۔ جس طرح کہ اَضَاحِی لفظ اُضْحِیَّۃٌ کی جمع ہے جس کے معنی قربانی کے جانور کے ہیں اور اس دن کا دوسرا نام اسلامی اصطلاح میں یوم النحر بھی ہے۔ جس کے معنی قربانی دینے والے جانور کے ہیں اور یہ دونوں نام خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمائے ہیں اور حدیث میں کثرت کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں اور حدیث کی کوئی کتاب بھی ان ناموں کے ذکر سے خالی نہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ ان ناموں کے سوا اس دن کے لئے حدیث میں کوئی اور نام استعمال ہوا ہی نہیں۔

اس تعلق میں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حج والی قربانیوں کے لئے جو حرم کے علاقہ میں ہوتی ہیں قرآن شریف اور حدیث میں ھَدْیٌ کا لفظ استعمال ہوا ہے نہ کہ اضحی کا لفظ جو عیدالاضحیٰ کی قربانیوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو غیر حاجی لوگ اپنے اپنے گھروں میں دیتے ہیں۔

(3) جیسا کہ صحیح روایات سے ثابت ہے عیدالاضحیٰ ہجرت کے بعد دوسرے سال میں شروع ہوئی تھی۔ (زرقانی و تاریخ الخمیس) اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں گویا نو دس ''بڑی عیدیں'' آئیں۔ اس کے مقابل پر حج آپ نے صرف ایک دفعہ کیا تھا اور یہ وہی حج ہے جو حجۃ الوداع کہلاتا ہے۔ یہ حج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے دسویں سال میں ادا فرمایا تھا (طبری و فتح الباری شرح بخاری) اور اس کے صرف اڑھائی ماہ بعد آپؐ وفات پا گئے۔

(4) قرآن شریف نے صراحت فرمائی ہے کہ حج کی عبادت کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا (سورۃ حج رکوع 4) جنہوں نے خدائی حکم سے اپنے پلوٹھے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کو مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں لا کر آباد کیا جہاں زندگی کے بقا کا کوئی سامان نہیں تھا اور حقیقتاً یہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس خواب کی تعبیر تھی جس میں آپ نے دیکھا تھا کہ میں اپنے بچے کو ذبح کر رہا ہوں۔ اس موقع پر خدا نے بچے کی قربانی کی جگہ ظاہر میں جانور کی قربانی مقرر فرمائی مگر حقیقت کی رو سے انسان کی قربانی بھی قائم رہی۔ یہ گویا پہلا انسانی وقف تھا جو خدا کی راہ میں پیش کیا گیا تا کہ خدا تعالیٰ حضرت اسماعیلؑ کو اس موت کے بعد ایک نئی زندگی دے کر اس درخت کی تخم ریزی کرے جس سے بالآخر عالمگیر شریعت کے حامل حضرت سید ولدِ آدم فخر انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا وجود باجود پیدا ہونے والا تھا۔ حج میں قربانی کی رسم اسی اسماعیلی قربانی کی ایک ظاہری علامت ہے تا کہ اس کے ذریعہ اس بے نظیر قربانی کی یاد زندہ رکھی جا سکے جس کے شجرہ طیبہ نے مکہ کی بظاہر بے آب و گیاہ اور بے ثمر وادی میں وہ عدیم المثال ثمر پیدا کیا جس کے دم سے دنیا میں روحانیت زندہ ہوئی، زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ

اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ (تاریخ الخمیس)

یعنی میں دو ذبح ہونے والی ہستیوں کا فرزند ہوں

ان دو قربانیوں میں سے ایک تو اسماعیلؑ کا جسم تھا جو گویا مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں آباد کر کے عملاً ذبح کر دیا گیا اور دوسرے اسماعیل کی روح تھی جو خدا کے حضور وقف علی الدین کے ذریعہ قربان ہوئی۔

عیدالاضحیٰ کی قربانیاں اسی مقدس قربانی کی یادگار ہیں مگر اس زمانہ کے روحانی تنزل اور مادی عروج پر انسان کیا آنسو بہائے کہ اس عظیم الشان قربانی کی یاد کو زندہ رکھنا تو درکنار آج اکثر مسلمان عیدالاضحیٰ کا نام تک فراموش کر چکے ہیں۔ چنانچہ جسے دیکھو عیدالاضحیٰ (قربانیوں کی عید) کی بجائے جو اس عید کا اصل نام ہے عیدالضحیٰ (صبح کے وقت کی عید) کہتا ہوا سنائی دیتا ہے اور اس افسوس ناک غلطی سے اچھے پڑھے لکھے لوگ حتّٰی کہ بعض اخباروں کے نامہ نگار اور ایڈیٹر صاحبان بھی مستثنیٰ نہیں۔ بھلا جو لوگ اپنی قربانیوں والی عید کے نام سے ''قربانی'' کا لفظ تک حذف کر کے اسے وقفِ طاقِ نسیاں کر چکے ہوں وہ اس کی قربانی والی عبادت کو کس طرح یاد رکھ سکتے ہیں؟ حالانکہ جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے یہ نام خود ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا رکھا ہوا ہے۔

(ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ کتاب العیدین)

(5) یہ دلچسپ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے (گو شاید اکثر لوگ اسے نہیں جانتے) کہ عیدالاضحیٰ کی نماز صرف غیر حاجیوں کے لئے مقرر ہے اور حاجیوں کے لئے مقرر نہیں اور نہ یہ نماز حج میں ادا کی جاتی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ حج خود اپنے اندر ایک بھاری عید ہے کیونکہ اس میں عید کے چاروں عناصر بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ یعنی (الف) عبادت (ب) مومنوں کا اجتماع (ج) خوشی (د) عَوْد یعنی اس دن کا بار بار لوٹ کر آنا۔ اس لئے شریعت نے عیدالاضحیٰ کی نماز صرف غیر حاجی مقیم لوگوں کے واسطے رکھی ہے تا کہ جہاں ایک طرف حج کے ایام میں حاجی لوگ حج کی عید منا رہے ہوں وہاں غیر حاجی جنہیں کسی مجبوری کی وجہ سے حج کی توفیق نہیں مل سکی وہ اکنافِ عالم میں اپنی اپنی جگہ پر عید کر کے اور قربانیاں دے کر اس عظیم الشان قربانی کی یاد کو تازہ رکھیں۔ جس کا حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھوں سے حضرت اسماعیلؑ کے وجود میں آغاز ہوا اور پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں اپنے معراج کو پہنچی۔ پس حدیث میں جہاں کہیں بھی عیدالاضحیٰ کی نماز کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کی قربانی کا ذکر آتا ہے وہاں لازماً غیر حاجیوں کی قربانی سمجھی جائے گی۔

عیدالاضحیٰ کی قربانی کے عقبی منظر میں اوپر کی پانچ باتیں اتنی نمایاں اور اتنی واضح ہیں اور ان کی تائید میں ایسے روشن اور قطعی ثبوت موجود ہیں کہ کوئی شخص جو اسلامی تعلیم سے تھوڑی بہت واقفیت بھی رکھتا ہو وہ خواہ کسی فرقہ کا ہو ان کے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا اور اسی لئے میں نے ان باتوں کی تائید میں حوالے اور شواہد پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ لیکن اگر کوئی شخص انکار کرے تو خدا کے فضل سے ان پانچ باتوں میں سے ہر بات کے متعلق یقینی اور ناقابلِ تردید ثبوت پیش کئے جا سکتے ہیں۔

کیا عیدالاضحیٰ کی قربانی صرف حاجیوں کے لئے مقرر ہے؟

اس کے بعد میں اصل سوال کو لیتا ہوں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ کیا عیدالاضحیٰ کے موقع پر غیر حاجیوں کے لئے بھی قربانی واجب ہے اور اگر واجب ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے؟ اس کے جواب میں پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہئے کہ اگر واجب یا ضروری کا سوال ہو تو غیر حاجی تو درکنار حاجیوں پر بھی ہر صورت میں قربانی واجب نہیں ہے بلکہ اس کے لئے شریعت نے بعض خاص شرطیں لگائی ہیں۔ مثلاً خالی حج کرنے والے جو اصطلاحاً اِفراد کہلاتا ہے قربانی واجب نہیں بلکہ صرف اس صورت میں واجب ہے کہ وہ نہ تو حج اور عمرہ کو ایک ہی وقت میں جمع کرنے والا ہو جسے اسلامی اصطلاح میں تمتع یا قِران کہتے ہیں (قرآن شریف سورۃ بقرۃ آیت 97) اور یا وہ ایسے حاجی پر واجب ہے جو حج کی نیت سے نکلے مگر پھر حج کی تکمیل سے پہلے کسی حقیقی مجبوری کی بناء پر حج ادا کرنے سے محروم ہو جائے (سورہ بقرۃ آیت 197) اور دوسری شرط یہ ہے کہ وہ مالی لحاظ سے قربانی کی طاقت رکھتا ہو ورنہ وہ قربانی کی بجائے روزہ کا کفارہ پیش کر سکتا ہے۔ پس جب ہر حالت میں حاجیوں کے لئے بھی قربانی فرض نہیں تو یہ کس طرح دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ غیر حاجیوں کے لئے وہ بہر صورت فرض یا واجب ہے؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بے شک قربانی کی طاقت نہ رکھنے والے مستطیع لوگوں کے لئے قربانی واجب نہ سہی مگر کیا وہ ایسے طاقت رکھنے والے مستطیع لوگوں کے لئے واجب ہے جو غیر حاجی ہوں؟ سو اس سوال کے جواب میں اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض یا واجب یا سنت وغیرہ کی فقہی اصطلاحیں استعمال نہیں کیں۔ مگر صحیح احادیث سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر خود بھی قربانی کی اور اپنے صحابہؓ کو بھی اس کی تاکید

فرمائی۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَۃِ عَشَرَ سِنِیْنَ یُضَحِّیْ۔

(ترمذی کتاب الاضاحی عن رسول اللہ باب الدلیل علی أن الاضحیۃ سنۃ)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینہ میں دس سال گزارے اور آپ نے ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر مدینہ میں قربانی کی۔

بلکہ آپؐ کو عیدالاضحیٰ کی قربانی کا اس قدر خیال تھا کہ آپؐ نے وفات سے قبل اپنے داماد اور چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ میرے بعد بھی میری طرف سے عیدالاضحیٰ کے موقع پر ہمیشہ قربانی کرتے رہنا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ

عَنْ حَنَشٍ قَالَ رَأَیْتُ عَلِیًّا یُضَحِّیْ بِکَبْشَیْنِ فَقُلْتُ لَہ، مَا ھٰذَا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ فَأَنَا أُضَحِّیْ عَنْہُ۔

(سنن ابی داؤد کتاب الضحایا باب الاضحیۃ عن المیت)

یعنی حنشؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ وہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر دو دنبے قربان کر رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ دو دنبوں کی قربانی کیسی ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپؐ کی طرف سے (آپؐ کی وفات کے بعد بھی) قربانی کرتا رہوں۔ سو میں آپؐ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کرنا آپؐ کا ذاتی فعل ہی نہیں تھا بلکہ آپؐ اپنے صحابہؓ کو بھی اس کی تحریک فرماتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِہٖ فِیْ یَوْمِنَا ھٰذَا اَنْ نُصَلِّیَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا۔

(صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب التکبیر الی العید)

یعنی حضرت براءؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عیدالاضحیٰ کے دن خطبہ دیا اور اس میں فرمایا کہ اس دن پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ انسان عید کی نماز ادا کرے اور پھر اس کے بعد قربانی دے۔ سو جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت کو پالیا۔

اوپر کی حدیث میں ایک طرح سنت کا لفظ بھی آ گیا ہے اور چونکہ یہ اصطلاحی طور پر استعمال نہیں اس لئے اس سے وجوب کا پہلو بھی مراد ہو سکتا ہے اور ایک دوسرے موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ

مَنْ وَجَدَ سَعَۃً فَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا

(مسند احمد بن حنبل مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

یعنی جس شخص کو مالی لحاظ سے توفیق حاصل ہو اور پھر بھی وہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی نہ کرے اس کا کیا کام ہے کہ ہماری عیدگاہ میں آکر نماز میں شامل ہو؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد جس تاکید کا حامل ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دوسرے ارشاد کو مقبولیت کی برکت حاصل ہوئی اسی طرح اس ارشاد کو بھی صحابہ کرامؓ نے اپنا حرزِ جان بنایا۔ چنانچہ حدیث میں لکھا ہے کہ

عَنْ جَبَلَۃَ بْنِ سُحَیْمٍ اَنَّ رَجُلاً سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْاُضْحِیَّۃِ اَوَاجِبَۃٌ ھِیَ فَقَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ فَاَعَادَھَا عَلَیْہِ فَقَالَ أَتَعْقِلُ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ والْمُسْلِمُوْنَ۔

(ترمذی کتاب الاضاحی عن رسول اللہ باب الدلیل علی ان الاضحیۃ سنۃ)

یعنی جبلہؓ ابن سحیم روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے دریافت کیا کہ کیا عیدالاضحیٰ کی قربانی واجب ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی قربانی کرتے تھے اور آپؐ کی اتباع میں صحابہؓ بھی کرتے تھے۔ اس شخص نے اپنے سوال کو پھر دوہرایا اور کہا کہ قربانی واجب ہے؟ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ تم میری بات سمجھ نہیں سکتے؟ میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی قربانی کیا کرتے تھے اور آپؐ کی اتباع میں دوسرے مسلمان بھی کیا کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کام صرف ذاتی شوق کی خاطر یا دوستوں اور غریبوں کو گوشت کھلانے کی غرض سے نہیں تھا بلکہ آپؐ اسے ایک دینی کام سمجھتے اور بھاری ثواب کا موجب خیال فرماتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذِہِ الْاَ ضَاحِیُّ قَالَ سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ قَالُوا فَمَالَنَا فِیْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعَرَۃٍ حَسَنَۃٌ۔

(ابن ماجہ کتاب الاضاحی باب ثواب الاضحیۃ)

یعنی زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے آپؐ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! یہ عیدالاضحیٰ کی قربانیاں کیسی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا تمہارے جدّ امجد ابرہیم کی جاری کی ہوئی سنت ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ پھر ہمارے لئے اس میں کیا فائدہ کی بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ قربانی کے جانور کے جسم کا ہر بال قربانی کرنے والے کے لئے ایک نیکی ہے جو اسے خدا سے اجر پانے کا مستحق بنائے گی۔

اس سے بڑھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی قربانیوں کے متعلق فرماتے تھے کہ

مَا عَمِلَ آدَمِیٌّ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ۔

(سنن الترمذی کتاب الاضاحی عن رسول اللہ باب ما جاء فی فضل الاضحیۃ)

یعنی خدا کی نظر میں عیدالاضحیٰ والے دن انسان کا کوئی عمل قربانی کے جانور کو ذبح کرنے اور اس کا خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔

اس حدیث میں ’’خون بہانے‘‘ کے الفاظ میں جانی قربانی کی اہمیت کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔ ایک اور موقع پر آپؐ نے نہ صرف اپنی طرف سے قربانی کی بلکہ مزید تحریک اور تاکید کی غرض سے اپنی امت کی طرف سے بھی قربانی دی۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِکَبْشٍ۔۔۔۔۔۔ثُمَّ ذَبَحَہ، ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ۔

(صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب استعباب الضحیۃ و ذبحھا مباشرہ بلاتوکیل والتسمیۃ)

یعنی حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک عید کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم نے ایک دنبہ منگوایا۔ پھر اسے خود اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور ذبح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں یہ دنبہ خدا کے نام کے ساتھ ذبح کرتا ہوں اور پھر دعا فرمائی کہ اے میرے آسمانی آقا! تو اس قربانی کو محمدؐ کی طرف سے اور محمدؐ کی آل کی طرف سے اور محمدؐ کی امت کی طرف سے قبول فرما۔

کیا ان واضح اور قطعی روایتوں کے ہوتے ہوئے جو اس جگہ صرف نمونہ کے طور پر درج کی گئی ہیں کوئی سچا اور واقف کار مسلمان اس بات کے کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ قربانی صرف حاجیوں کے لئے مقرر ہے اور غیر حاجیوں کے لئے عیدالاضحیٰ کے موقع پر کوئی قربانی مقرر نہیں؟

بے شک یہ درست ہے کہ قربانی صرف طاقت رکھنے والے لوگوں پر واجب ہے اور بعض احادیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ اگر سارے گھر کی طرف سے ایک مستطیع شخص قربانی کر دے تو یہ قربانی سب کی طرف سے سمجھی جا سکتی ہے (ابوداؤد) مگر بہرحال عیدالاضحیٰ کے موقع پر حسبِ توفیق قربانی کرنا ہمارے رسولؐ (فداہ نفسی) کی ایک مبارک سنت ہے جس کے متعلق ہمارے آقا نے بہت تاکید فرمائی اور اسے بھاری ثواب کا موجب قرار دیا ہے۔

کیا موجودہ زمانہ میں بھی قربانی ضروری ہے؟

اس سوال کا جواب اوپر گزر چکا ہے کہ کیا عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی صرف حاجیوں کے لئے مقرر ہے یا کہ اسے طاقت رکھنے والے غیر حاجیوں کے لئے بھی ضروری قرار دیا گیا ہے؟ اب میں اس بحث کے دوسرے سوال کو لیتا ہوں یعنی یہ کہ اگر عیدالاضحیٰ کے موقع پر غیر حاجیوں کی قربانی کا ثبوت ملتا بھی ہو تو پھر بھی کیا موجودہ زمانہ کے حالات کے لحاظ سے یہ مناسب نہیں کہ بھاری تعداد میں جانور قربان کر کے ضائع کرنے کی بجائے مستحق لوگوں میں نقد روپیہ تقسیم کر دیا جائے جو کئی قسم کی ضرورتوں میں ان کے کام آسکتا ہے۔ یا یہ روپیہ کسی قومی اور ملکی مصرف میں لایا جائے؟ سو اس کے متعلق اصولی طور پر تو صرف اس قدر جاننا کافی ہے کہ نقد روپے کی صورت میں غریبوں کی امداد کرنا موجودہ زمانہ کی ایجاد نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی اس کا طریق موجود اور معلوم تھا اور خود قرآن شریف میں بھی جابجا اس قسم کی امداد کی تحریک پائی جاتی ہے۔ تو جب یہ طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بے شمار موقعوں پر استعمال بھی فرمایا تو ہر عقل مند انسان آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے کہ جب حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ خود ذاتِ باری تعالیٰ نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر نقد روپے یا غلہ وغیرہ (جو آسانی سے نقدی میں منتقل کیا جاسکتا ہے) کی تقسیم کی بجائے قربانی کا نظام قائم کر کے قربانیوں کی تاکید فرمائی (حالانکہ ان کے سامنے نقد روپے اور غلہ وغیرہ کی تقسیم کا طریق موجود تھا) تو لامحالہ اس طریق کے اختیار کرنے میں کوئی خاص مصلحت سمجھی جائے گی ورنہ ایک زیادہ معروف اور زیادہ آسان طریق کو چھوڑ کر قربانی کا طریق کیوں اختیار کیا جاتا؟ پس اگر غور کیا جائے تو دراصل یہ فرق اور یہ امتیاز ہی اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ قربانی کا نظام مقرر کرنے میں خدا اور اس کے مقدس رسول کے سامنے کوئی خاص غرض مقصود تھی اور پھر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ خدا کے سامنے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے حالات تھے اور اسے نعوذباللہ موجودہ زمانہ کے حالات پر اطلاع نہیں تھی۔ کیونکہ خدا عالم الغیب ہے اور یقیناً کسی زمانہ کا کوئی امر بھی اس سے پوشیدہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ استدلال اور بھی زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دوسری عید یعنی عیدالفطر کے موقع پر فطرانہ کی صورت میں غلّہ یا نقد روپے کی تقسیم کا نظام قائم فرمایا ہے تو جب آپؐ عید کے موقع پر غلّہ یا نقدی کا نظام جاری فرما سکتے تھے تو آپؐ کے لئے اس بات میں کیا روک تھی کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر بھی یہی نظام جاری فرما دیتے؟ پس دونوں عیدوں کے موقع پر انفاق فی سبیل اللہ کے طریق

میں ایک بیّن اور نمایاں فرق قائم کرنا اس بات کی قطعی اور یقینی دلیل ہے کہ خواہ ہمیں سمجھ آئے یا نہ آئے یہ امتیاز بہرحال کسی خاص مصلحت کی بناء پر قائم کیا گیا ہے۔ وَھُوَاَعْلَمُ فَافْھَمْ وَتَدَبَّرْ وَلَاتَکُنْ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ۔

کیا قربانیوں کا کوئی بدل بھی اختیار کیا جا سکتا ہے؟

زمانہ حال کے بعض علماء نے گو وہ یقیناً بہت قلیل تعداد میں ہیں لکھا ہے کہ شریعت نے حج کے موقع پر ھَدْیٌ (یہ یاد رہے کہ ھَدْیٌ کی اصطلاح سے وہ قربانی مراد ہے جو حاجی لوگ حرم میں کرتے ہیں اور اس کے بالمقابل اُضْحِیَۃ غیر حاجیوں کی قربانی کا نام ہے جو وہ اپنے گھروں میں کرتے ہیں) کی طاقت نہ رکھنے کی صورت میں اسلام نے روزوں کا کفارہ یعنی بدل مقرر کیا ہے (سورۃ بقرہ آیت 197) جس کی بناء پر کہا جاتا ہے کہ اسی اصول پر بعض حالات میں عید کی قربانی کا بدل بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ اگر کسی حاجی کے سر میں تکلیف ہو اور اس کے لئے سر منڈوانا ممکن نہ ہو تو اس کے لئے اسلام میں روزہ یا صدقہ کی صورت میں بدل مقرر کیا گیا ہے (سورۃ بقرہ آیت 197) اور اس سے بھی یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ شریعت نے بہرحال بدل کا اصول تسلیم کیا ہے تو کیوں نہ موجودہ زمانہ کے تقاضا کے مطابق عید کی قربانیوں کا بدل اختیار کر لیا جائے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ استدلال ایک دھوکے پر مبنی ہے کیونکہ یہ احکام جن کی ذیل میں یہ بدل والے احکام دیئے گئے ہیں حج سے تعلق رکھتے ہیں نہ کہ غیر حاجیوں کی قربانی یعنی اُضْحِیَۃ سے۔ اور ایک امر سے تعلق رکھنے والا حکم بلا دلیل دوسرے حکم پر چسپاں کرنا ہرگز جائز نہیں۔

علاوہ ازیں یہ احکام خود اس بات کی دلیل ہیں کہ غیر حاجیوں کی قربانی کا کوئی بدل نہیں ورنہ جس طرح بعض صورتوں میں ھَدْیٌ یعنی حج کی قربانی کے لئے بدل رکھا گیا ہے اسی طرح اُضْحِیَۃ یعنی غیر حاجیوں کی قربانی کا بدل بھی مقرر کیا جا سکتا تھا مگر خدا کی طرف سے حاجیوں کی قربانی کا بدل مقرر کیا جانا اور غیر حاجیوں کی قربانی کا کوئی بدل مقرر نہ کیا جانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس معاملہ میں کسی بدل کا سوال نہیں۔

دراصل بات یہ ہے کہ چونکہ حج کی بعض صورتوں میں قربانی ضروری رکھی گئی ہے اور حج خود اسلام کے اہم ترین ارکان میں سے ہے اس لئے لازماً حج میں قربانی کی طاقت نہ رکھنے والوں کے لئے قربانی کا کفارہ یعنی بدل مقرر کیا گیا ہے تا کہ غیر مستطیع حاجی یہ کفارہ ادا کر کے اپنے فرض کے معاملہ میں سرخرو ہو جائیں۔ مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے غیر حاجیوں پر قربانی فرض نہیں ہے بلکہ صرف واجب یا سنّتِ مؤکدہ ہے اس لئے اس کا بدل نہیں رکھا گیا۔ یہ بات ایسی ظاہر و عیاں ہے کہ اس میں کسی عقلمند انسان کے لئے شبہ کی گنجائش نہیں۔

جانوروں کی قلت کے خطرہ کا سوال

ایک آخری سوال کا جواب دینا ضروری ہے اور وہ یہ کہ آج کل عید الاضحی کی قربانی کے خلاف آواز اٹھانے والوں کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ پاکستان بننے کے بعد ملک میں گوشت کھانے والوں کی کثرت اور گوشت کے جانوروں کی نسبتاً قلت ہوگئی ہے اس لئے ملک کے اقتصادی نظام کے ماتحت جانوروں کو بے دریغ ذبح کرنے سے بچانا ضروری ہے ورنہ خطرہ ہے کہ کل کو نہ صرف گوشت کا قحط بلکہ زمیندارہ استعمال کے جانوروں کی قلت بھی ملک کی خوراک کے سوال کو نازک صورت نہ دے دے۔ یہ سوال بظاہر اہم اور قابل غور نظر آتا ہے کیونکہ اس میں شبہ نہیں کہ ایک تو ملکی تقسیم کے فسادات کے دوران میں کئی جانور ضائع ہو گئے اور دوسرے مغربی پاکستان میں خالص مسلمان آبادی کے بڑھ جانے سے گوشت کا خرچ بھی لازماً پہلے کی نسبت بہت زیادہ ہو گیا ہے اس لئے موجودہ حالات میں ایک حد تک جانوروں کی قلت کا اندیشہ ضرور سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ اندیشہ اتنا حقیقی نہیں کہ قطع نظر دینی مسئلہ کے اس کی وجہ سے قربانیوں کو روکنے کا خیال پیدا ہو کیونکہ اول تو اگر غور سے دیکھا جائے تو قربانی کرنے والے لوگ غالباً ساری آبادی کے لحاظ سے صرف نصف فیصدی ہوتے ہیں۔ مثلاً لائلپور (فیصل آباد) پاکستان کے بڑے شہروں میں سے ایک شہر ہے اور وہ ہے بھی کافی متموّل شہر جس میں بڑے بڑے کارخانے پائے جاتے ہیں بلکہ لائلپور (فیصل آباد) کا سارا ضلع ہی اپنی زرخیز اراضی کی وجہ سے سب سے زیادہ متموّل ضلع سمجھا جاتا ہے۔ اب اس کے اعداد و شمار سے پتہ لگا ہے کہ گزشتہ (یعنی 1959ء کی) عید الاضحی کے تین دنوں میں لائلپور (فیصل آباد) شہر میں (بشمول مضافات) سترہ ہزار (17000) جانور ذبح ہوئے ہیں اور کل ضلع لائلپور (فیصل آباد) میں بشمول شہر ستائیس ہزار (27000) قربانیاں ہوئیں۔ یعنی ضلع بھر میں شہر کی نسبت صرف دس ہزار قربانیاں زیادہ ہیں۔ اب اگر ضلع لائلپور (فیصل آباد) کی آبادی پچیس چھبیس لاکھ سمجھی جائے تو یہ قریباً ایک فیصدی یا اس سے کچھ زیادہ شرح بنتی ہے اور خالص دیہاتی آبادی کی شرح اگر سارے ملک پر پھیلا کر دیکھی جائے تو یقیناً نصف فیصدی بلکہ اس سے بھی کم ہوگی کیونکہ دیہات میں عموماً بہت کم قربانی ہوتی ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ پاکستان کی آبادی کا نوے فیصد حصہ دیہات میں آباد ہے۔ ان اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ اگر پاکستان میں نسل حیوانی کی افزائش کا خاطر خواہ انتظام ہو جیسا کہ دوسرے ترقی یافتہ ملکوں میں ہوتا ہے تو گھبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں۔ ہاں اگر صرف خرچ ہی خرچ ہو اور آمد بڑھانے کی کوئی صورت نہ کی جائے تو ظاہر ہے کہ پھر قارون کا خزانہ بھی مکتفی نہیں ہو سکتا۔

اور پھر بعض احادیث میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایک گھر میں ایک سے زیادہ قربانی والے افراد موجود ہوں تو باوجود طاقت رکھنے والے افراد کی تعداد زیادہ ہونے کے سارے گھر کی طرف سے صرف ایک قربانی کافی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰی کُلِّ اَھْلِ بَیْتٍ فِیْ کُلِّ عَامٍ اُضْحِیَۃ

(ابوداؤد کتاب الضحایا، باب ماجاء فی ایجاب الاضاحی)

یعنی اے لوگو! ہر ذی استطاعت گھر کے لئے ایک سال میں ایک جانور کی قربانی کافی ہے۔

اسی لئے اکثر فقہاء نے ایک گھر کو بلکہ بعض نے تو قربانی کے لحاظ سے ایک خاندان کو ایک ہی یونٹ قرار دیا ہے۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ)

اس کے علاوہ بھی ظاہر ہے کہ قربانی کے ایام میں جانوروں کو عام تجارتی رنگ میں ذبح کرنے کا سلسلہ رُک جاتا ہے اور گوشت کی دکانیں عملاً بند ہو جاتی ہیں کیونکہ گوشت کھانے والا طبقہ یا تو خود قربانی کر کے اپنے لئے گوشت مہیا کر لیتا ہے اور یا اسے اس کے عزیزوں اور دوستوں اور ہمسایوں کی طرف سے گوشت کا ہدیہ پہنچ جاتا ہے۔ پس اگر ایک طرف عید کے ایام میں قربانی زیادہ ہوتی ہے تو دوسری طرف ان ایام میں عام جانوروں کے ذبح کا سلسلہ کم بھی ہو جاتا ہے اور اس طرح یہ فرق زیادہ نہیں رہتا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 21/مئی 1961ء)

یتیم کی کفالت ایک اہم فرض

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے وقت سے خدمت خلق کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ یتامیٰ کی پرورش اور خبر گیری کیلئے اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یتامیٰ کے کھانے کیلئے ہوسٹل میں آٹا ختم ہو گیا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ نے فوری طور پر باوجود شدید علالت کے تانگہ منگوایا اور مخیر دوستوں کو تحریک کر کے آٹا کا بندوبست کیا۔ اس کے بعد خلفاء احمدیت کی ہدایات اور راہنمائی میں یہ نظام چلتا رہا حتیٰ کہ مارچ 1989ء میں صدسالہ جوبلی کے مبارک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے باقاعدہ طور پر کفالت یکصد یتامیٰ کے نام سے اس تحریک کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ اس مبارک اور تاریخی موقع پر شکرانہ کے طور پر جماعت احمدیہ ایک سو یتامیٰ کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا عہد کرتی ہے۔ چنانچہ یتامیٰ کی خدمات کے سائے بڑھتے بڑھتے آج قریباً پانچصد فیملیز کے 2 ہزار 7 صد یتامیٰ زیر کفالت ہیں۔ یتامیٰ کی کفالت اور پرورش میں 1۔خورونوش 2۔تعلیمی اخراجات 3۔بچیوں کی شادی کے اخراجات 4۔علاج معالجہ اور مکان کی تعمیر و مرمت اور کرایہ کے اخراجات شامل ہیں۔ جس پر کل بیس لاکھ روپے ماہوار اخراجات ہو رہے ہیں اور آمد انتہائی کم ہے۔ اس کے باعث دفتر ہذا کو مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک یتیم کی کفالت پر ایک ہزار تا تین ہزار روپے ماہوار اخراجات ہوتے ہیں۔

تمام احباب جماعت سے عموماً اور مخیر حضرات مخلصین سے خصوصاً التماس ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں اور ہمارے پیارے آقا کی اس پیاری حدیث کا مصداق بنیں جس میں آپؐ فرماتے ہیں۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح دو انگلیاں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بہترین توفیق دے۔ آمین

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

(قسط اوّل)

تحریک وقف نو اور خلافت احمدیت کی بابرکت رہنمائی

(لقمان احمد کشور۔ انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ، لندن)

خدا تعالیٰ کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ جس نے خلافت جیسی عظیم نعمت ہم پر اتاری ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح کا بابرکت وجود ہر لحہ ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہے جو ظلمتوں کے اس دور میں ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور تاریک راہوں پر ایک چمکتا ہوا استارہ ہے جو ہمیں ہماری منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے درست سمت میں رہنمائی کرنے والا ہے۔ اس نعمت پر ہم خدا تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

تحریک وقف نو کی اگر بات کی جائے تو یہ وہ تحریک ہے جو اپنی پیدائش 3 اپریل 1987ء کے وقت سے لے کر اپنی بلوغت سے گزرتے ہوئے اب ایک باشعور ذمہ دار عمر کو پہنچ چکی ہے۔ درحقیقت اس تحریک میں شاملین کو نہ صرف ان روحانی وجودوں کی گود میں کھیلنے کا موقع ملا بلکہ اس کو انگلی پکڑ کر چلنے کا طریقہ اور قوت گویائی کا سلیقہ تک بھی خلافت احمدیہ کی مرہون منت عطا ہوا۔ گویا اس تحریک کا بچہ بچہ اپنے خلفاء کی پدرانہ شفقت کے سایہ تلے پلا بڑھا، جوان ہوا ہے۔ جنہوں نے ہر قدم پر ان واقفین نو کی اس طرح رہنمائی کی ہے کہ وہ اپنے حقیقی مقصد کو پانے والے ہوں اور وقف کی اہمیت کے ساتھ آئندہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے صحیح رنگ میں خلافت احمدیہ کے سلطان نصیر اور جماعت احمدیہ کے خدمتگار بننے والے ہوں۔

خلافت رابعہ اور خلافت خامسہ دونوں ادوار میں واقفین نو کی رہنمائی کے لئے خلفائے وقت نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اس تحریک کے واقفین نو کو خصوصی توجہ اور وقت دیا۔ زیادہ سے زیادہ وقت ان کو اپنی بابرکات مجالس میں بیٹھنے کا موقع دیا تا یہ اس روحانی وجود پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے فیوض سے مستفیض ہونے والے ٹھہریں اور اپنی زندگیوں کو اسلام اور جماعت احمدیہ کی تعلیمات کی اشاعت اور اس کی خدمت کے لئے تیار کرنیوالے ہوں۔

اس کے لئے کیا خطبات جمعہ، کیا خطابات بر اجتماعات وقف نو اور پھر دیس بدیس جہاں بھی خلافت احمدیہ کے مبارک قدم پڑے وہاں وقف نو کلاسز میں رونق افروز ہوکر ان واقفین نو کو برکت بخشی اور بیش بہا قیمتی نصائح سے نوازا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہر موقع پر واقفین نو کا ایک علیحدہ تشخص قائم کرتے ہوئے ان پر شفقت کی نظر ڈالی اور انفرادی ملاقاتوں میں بھی ان پر خصوصی توجہ فرمائی تا یہ اپنے اصل مقام کو سمجھنے والے ہوں اور صرف وقف نو کا ٹائٹل لگا کر ہی خوش نہ ہوں بلکہ ان سب شفقتوں کے نتیجہ میں ''اسپیشل'' واقفین نو کی خصوصیات اپنے اندر پیدا کرنے والے ہوں۔ یہ دینا کے جھمیلوں سے آزاد وہ لکھو کھا تربیت یافتہ واقفین زندگی بنیں جو بلا استثناء جماعت کے ہر طبقہ اور ہر ملک سے آنیوالے ہوں اور اس صدی کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کیا جانیوالا بہترین تحفہ ثابت ہوں۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے نہ صرف اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 1989ء میں والدین اور انتظامیہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے نصائح فرمائیں بلکہ اپنے لگاتار 5، 6 خطبات میں ان تمام باتوں کو کھول کھول کر بیان فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ پس پیشتر اس کے کہ یہ بچے اتنے بڑے ہوں کہ جماعت کے سپرد کئے جائیں ان ماں باپ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ ان قربانیوں کو اس طرح تیار کریں کہ ان کے دل کی حسرتیں پوری ہوں جس شان کے ساتھ وہ خدا کے حضور ایک غیر معمولی تحفہ پیش کرنے کی تمنا رکھتے ہیں وہ تمنائیں پوری ہوں۔

پھر تربیتی نقطہ نظر سے خصوصی توجہ دلاتے ہوئے والدین کو نصیحت کی کہ ان کی پرورش اور تربیت میں کسی طرف سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔ ان میں بچپن سے ہی اخلاق حسنہ کی آبیاری کی جائے جو ان میں بدرجہ اولیٰ نظر آئیں۔ ان کے مزاج میں شفتگی ہو۔ ترش رو نہ ہوں۔ قانع ہوں۔ حرص وہوس سے دور ہوں اور سچائی، دیانت و امانت کے اعلیٰ مقام پر پہنچنے والے ہوں۔ صاف ستھرے اور پاکیزہ رہنے والے ہوں۔ خوش مزاجی، تحمل اور برداشت ان کی وصف ہوں۔ ان کے مزاق اور مزاح میں بھی پاکیزگی ہو۔ غنا کی خوبی سے واقف ہوں۔ شروع سے ان کی قرآن کریم کی تعلیم کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔ ان کی دینی و دنیاوی تعلیم میں بھی وسعت ہو۔ ان کے علم کا دائرہ وسیع ہو۔ ان میں وفا کا مادہ پیدا کریں۔ ان کی عمومی صحت بھی اچھی ہو، ان کی بدنی صحت کا خیال رکھا جائے۔ سخت جان ہوں۔ نظام جماعت کی اطاعت کی بچپن سے عادت ڈالیں۔ اپنی ذیلی تنظیموں کا حصہ بنیں۔ ان کے کردار میں عظمت ہو تا بات اور دعا میں عظمت پیدا ہو، دشمنوں کے دل جیتنے والے ہوں۔ ان کو بچپن سے ہی اپنی مادری زبان، اردو اور عربی کے ساتھ کوئی نہ کوئی غیر زبان بھی سکھائیں تا وہ بعد میں اس میں ماہر بن سکیں۔ واقفین بیٹیوں کو علمی کاموں میں شامل کریں۔ گویا ہر لحاظ سے وہ آئندہ صدی کی عظیم لیڈرشپ کی اہلیت اپنے اندر رکھنے والے ہوں۔

مگر ان سب باتوں کے لئے جو اہم بات والدین کو بتائی کہ جس پر چل کر وہ اپنی ذمہ داری حقیقی طور پر پوری کرنے والے بن سکتے ہیں کہ ''پس ایک ہی راہ ہے اور صرف ایک راہ ہے کہ ہم اپنے وجود کو اور اپنے واقفین کے وجود کو خدا کے سپرد کر دیں اور خدا کے ہاتھوں میں کھیلنے لگیں''۔

اس وقت روئے زمین پر صرف ایک ہی وجود ایسا ہے جس پر ہر احمدی مسلمان کا ایمان ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے جو خدا کا نمائندہ اور خلیفۃ اللہ ہے۔ اس کی ہر بات خدا کی طرف سے ہے۔ اور وہ یقیناً ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بابرکت وجود ہی ہے جو ظلمتوں کے اس دور میں براہ راست خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے اور رہنمائی پاتا ہے اور زمانے کی بدیوں کے مقابلہ کے لئے وہ ہماری ڈھال ہے۔ اسی کے سایہ تلے آ کر ہم اس زمانہ کی دھوپ سے بچ سکتے ہیں اور خود کو اسی کے سپرد کر کے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ حقیقی طور پر ہم خدا کے سپرد ہیں اور اس کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منصب خلافت پر فائز ہوتے ہی طفولیت کی عمر میں پہنچی ہوئی اس تحریک کو اپنی آغوش میں لے لیا اور بلوغت میں قدم رکھتی اس نسل کی پرورش اور تربیت کے لئے ہر لحہ نگرانی اور رہنمائی فرمائی۔

27 جون 2003ء کو اپنے خطبہ جمعہ میں واقفین نو کے والدین کو توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آئندہ زمانے میں جو ضرورت پیش آنی ہے مبلغین کو بہت بڑی تعداد کی ضرورت ہے اس لئے اس نہج پر تربیت کریں کہ بچوں کو پتہ ہو کہ اکثریت ان کی تبلیغ کے میدان میں جانے والی ہے۔ اس کے ساتھ یہ نصیحت فرمائی کہ تربیت کی ضروری باتوں میں سے سب سے پہلی اور اہم بات وفا کا معاملہ ہے جس کے بغیر کوئی قربانی، قربانی نہیں کہلا سکتی۔

پھر فرمایا کہ میرے نزدیک انتہائی اہم باتوں میں سے ایک بلکہ سب سے اہم بات ہے کہ بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں۔ کیونکہ جس دین میں عبادت نہیں وہ دین نہیں۔

آج بھی ہمارے دل وجان سے پیارے آقا اپنی اس روحانی اولاد کی تربیت پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں اور اس کے لئے خطبات جمعہ، خطابات بر اجتماع وقف نو اور کلاسز میں ہر طرح سے رہنمائی فرما رہے ہیں۔

آپ کا 28 اکتوبر 2016ء کا خطبہ جمعہ فرمودہ از کینیڈا اس حوالہ سے بہت اہمیت کا حامل ہے جس میں آپ نے واقفین نو اور ان کے والدین کو نصیحت کرتے ہوئے تربیت کے بعض اہم معیار بیان فرمائے کہ اگر واقفین نو خود کو اسپیشل سمجھتے ہیں تو پھر کیسے وہ حقیقی وقف نو اور پھر ''اسپیشل'' وقف نو بن سکتے ہیں۔ انہیں توجہ دلائی کہ اسپیشل بننے کے لئے ثابت کرنا ہوگا کہ وہ ان معیاروں پر پورا اترنے والے ہیں۔ پھر جلسہ سالانہ یوکے 2018ء کے موقع پر لجنہ سے اپنے خطاب میں اس خطبہ کو واقفین نو کے لئے ایک لائحہ عمل قرار دیا کہ جس پر عمل کر کے واقفین نو سلسلہ کے لئے بہترین خادم اور نیک مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

اسپیشل واقفین نو کے معیار بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''وقف نَو جیسا کہ میں نے کہا بڑے سپیشل ہیں لیکن سپیشل ہونے کے لئے ان کو ثابت کرنا ہو گا۔ کیا ثابت کرنا ہو گا؟ کہ وہ خدا تعالیٰ سے تعلق میں دوسروں سے بڑھے ہوئے ہیں تب وہ سپیشل کہلائیں گے۔ ان میں خوف خدا دوسروں سے زیادہ ہے تب وہ سپیشل کہلائیں گے۔ ان کی عبادتوں کے معیار دوسروں سے بہت بلند ہیں تب وہ سپیشل کہلائیں گے۔ وہ فرض نمازوں کے ساتھ نوافل بھی ادا کرنے والے ہیں تب وہ سپیشل کہلائیں گے۔ ان کے عمومی اخلاق کا معیار انتہائی اعلیٰ درجہ کا ہے۔ یہ ایک نشانی ہے سپیشل ہونے کی۔ ان کی بول چال، بات چیت میں دوسروں کے مقابلے میں بہت فرق ہے۔ واضح پتا لگتا ہے کہ خالص تربیت یافتہ اور دین کو دنیا پر ہر حالت میں مقدم کرنے والا شخص ہے تب سپیشل ہوں گے۔ لڑکیاں ہیں تو ان کا لباس اور پردہ صحیح اسلامی تعلیم کا نمونہ ہے جسے دوسرے لوگ بھی دیکھ کر رشک کرنے والے ہوں اور یہ کہنے والے ہوں کہ واقعی اس ماحول میں رہتے ہوئے بھی ان کے لباس اور پردہ ایک غیر معمولی نمونہ ہے تب سپیشل ہوں گی۔ لڑکے ہیں تو ان کی نظریں حیا کی وجہ سے نیچے جھکی ہوئی ہوں نہ کہ ادھر ادھر غلط کاموں کی طرف دیکھنے والی تب سپیشل ہوں گے۔ انٹرنیٹ اور دوسری چیزوں پر لغویات دیکھنے کی بجائے وہ وقت دین کا علم حاصل کرنے کے لئے صرف کرنے والے ہوں تو تب سپیشل ہوں گے۔ لڑکوں کے حلیے دوسروں سے انہیں ممتاز کرنے والے ہوں تو تب سپیشل ہوں گے۔ وقف نَو لڑکے اور لڑکیاں روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے اور اس کے احکامات کی تلاش کر کے اس پر عمل کرنے والے ہوں گی تو پھر سپیشل کہلا

سکتے ہیں۔ ذیلی تنظیموں اور جماعتی پروگراموں میں دوسروں سے بڑھ کر اور باقاعدہ حصہ لینے والے ہیں تو پھر سپیشل ہیں۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے لئے دعاؤں میں اپنے دوسرے بہن بھائیوں سے بڑھے ہوئے ہیں تو یہ ایک خصوصیت ہے۔ رشتوں کے وقت لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی دنیا دیکھنے کی بجائے دین دیکھنے والے ہیں اور پھر وہ رشتہ نبھانے والے بھی ہیں تو تب کہہ سکتے ہیں کہ ہم خالصۃً دینی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اپنے رشتے نبھانے والے ہیں تو سپیشل کہلائیں گے۔ ان میں برداشت کا مادہ دوسروں سے زیادہ ہے، لڑائی جھگڑا اور فتنہ وفساد کی صورت میں اس سے بچنے والے ہیں بلکہ صلح کروانے والے ہیں تو سپیشل ہیں۔ تبلیغ کے میدان میں سب سے آگے آکر اس فریضہ کو سرانجام دینے والے ہیں تب سپیشل ہیں۔ خلافت کی اطاعت اور اس کے فیصلوں پر عمل میں صف اول میں ہیں تو سپیشل ہیں۔ دوسروں سے زیادہ سخت جان اور قربانیاں کرنے والے ہیں تو بالکل سپیشل ہیں۔ عاجزی اور بے نفسی میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں، تکبر سے نفرت اور اس کے خلاف جہاد کرنے والے ہیں تو بڑے سپیشل ہیں۔ ایم ٹی اے پر میرے خطبے سننے والے اور میرے ہر پروگرام کو دیکھنے والے ہیں تاکہ ان کو رہنمائی ملتی رہے تو بڑے سپیشل ہیں۔‘‘

اسی خطبہ جمعہ میں آپ نے فرمایا کہ ’’واقفین نو کو تو اپنے قناعت کے معیاروں کو بہت بڑھانا چاہئے۔ اپنی قربانی کے معیاروں کو بہت بڑھانا چاہئے۔ یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ ہم مالی لحاظ سے کمزور ہوں گے تو ہمیں شاید ہمارے بہن بھائی کمتر سمجھیں یا والدین ہمیں اس طرح توجہ نہ دیں جس طرح باقیوں کو دے رہے ہیں۔ اول تو والدین کو ہی یہ خیال کبھی دل میں نہیں لانا چاہئے کہ واقفین زندگی کمتر ہیں۔ واقفین زندگی کا معیار اور مقام ان کی نظر میں بہت بلند ہونا چاہئے۔ لیکن واقفین زندگی کو خود اپنے آپ کو ہمیشہ دنیا کا عاجز ترین بندہ سمجھنا چاہئے۔

واقفین نو کو جہاں قربانی کا معیار بڑھانا ہے وہاں اپنی عبادتوں کے معیار کو بھی بلند کرنا چاہئے، اپنی وفا کے معیار کو بھی بڑھانا چاہئے۔ اپنے اور اپنے والدین کے عہد کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں سے کام لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ دین کی خاطر، دین کی سربلندی کی خاطر کام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تب اللہ تعالیٰ بھی نوازتا ہے اور کسی کو بغیر جزا کے اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑتا۔‘‘

اس کے علاوہ ان واقفین نو کی تربیت کی فکر اور ان کے ساتھ محبت اور شفقت ہی کا سلوک ہے کہ بعض اوقات آپ باوجود اپنی ناسازی طبع کے ان کی کلاسز اور بیرون ممالک سے اپنے آقا کے رخ انور کے دیدار کی طمع لے کر حاضر ہونے والے وفود کی مجالس میں رونق افروز ہوتے ہیں اور ان کو ان روحانی برکات سے فیض یاب ہونے کا موقع دیتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے روئے ارض پر اپنے خلیفہ کے وجود میں جاری کر رکھی ہیں۔ جہاں بظاہر دیکھنے والوں کو تو سامنے کلاس میں بیٹھے ہوئے واقفین نو کے بچگانہ سوالوں کے جوابات ان کی عقلوں اور عمروں کے مطابق دیتے نظر آتے ہیں ورنہ بقول حضرت مصلح موعودؓ خلیفہ کا یہ کام نہیں کہ مجالس میں وہ تمہارے سوالوں کا جواب دیتا پھرے بلکہ وہ تو یہ سب اس لئے کرتا ہے کہ تا تم اس کی مجلس میں بیٹھو اور ان فیوض سے حصہ پاؤ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے وجود میں نازل ہو رہے ہوتے ہیں۔

حقیقت بھی تو یہی ہے اگر کوئی سمجھے جو اوپر بیان ہو چکا کہ دراصل حضرت خلیفۃ المسیح کا وجود ہی تو نہیں اس مجلس میں روحانی برکت بخش رہا ہوتا ہے اس لئے جتنا موقع میسر ہو سکے ان مجالس میں شامل ہو کر مستفیض ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ ہمارے پیارے حضور کی عمر اور صحت میں بھی برکت عطا فرمائے جو ہمارے لئے اس فیضان کا سرچشمہ اور ان برکات کا موجب ہیں اور ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم ان سب برکات سے حصہ پانے والے ہوں جو خدا نے اپنے خلیفہ کے وجود سے وابستہ کر رکھی ہیں۔ آمین

اس کے علاوہ حضور انور ایدہ اللہ کی براہ راست رہنمائی میں واقفین نو کی تعلیم وتربیت کے لئے مرکزی رسائل بھی جاری ہیں۔ واقفین نو کے لئے ’’اسماعیل‘‘ اور واقفات نو کے لئے ’’مریم‘‘ رسالہ ہر سہ ماہی میں شائع ہوتا ہے۔ یہ رسائل شعبہ وقف نو مرکزیہ کی ویب سائیٹ WWW.WAQFENAUINTERNATIONAL.ORG پر بھی آن لائن دستیاب ہوتے ہیں۔ یہ دونوں رسائل یوکے کے علاوہ انڈیا سے بھی شائع ہوتے ہیں۔ انڈیا میں ’’اسماعیل‘‘ میگزین ’’گلدستہ وقف نو‘‘ کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ انڈونیشیا میں بھی یہ رسائل انڈونیشین زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ جرمنی سے بھی دونوں رسائل جرمن زبان میں شائع ہو رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ کی براہ راست رہنمائی میں واقفین نو کی تعلیم وتربیت اور والدین کی رہنمائی نیز رابطہ کے لئے مندرجہ بالا مرکزی ویب سائیٹ کا بھی اجرا ہو چکا ہے۔

گزشتہ سال حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی شفقت اور رہنمائی سے دنیا بھر کی جماعتوں کے نیشنل سیکرٹریان کا پہلا سہ روزہ ریفریشر کورس بھی 6 تا 8 دسمبر 2019ء اسلام آباد، ٹلفورڈ میں منعقد ہو چکا ہے جس میں حضور انور نے اپنے نہایت زریں خطاب میں 33 ممالک کے شاملین نیشنل سیکرٹریان وقف نو اور جملہ مہمانان کو وقف نو کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو باحسن سرانجام دینے کی طرف توجہ دلائی۔

اب ذیل میں ایسی ہی بعض مجالس میں مختلف مواقع پر ہونے والی اجتماعی یا انفرادی انتظامی ہدایات بغرض رہنمائی قارئین کی نذر کی جاتی ہیں:۔

☆آسٹریلیا میں واقف نو بچوں کی کلاس میں ایک سوال یہ کیا گیا کہ جب وقف نو بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو کیا وہ کہیں بھی Job کر سکتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: اگر جماعت اجازت دے گی تو کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ جماعت کی خدمت کرنی چاہیے۔ لڑکیاں بھی جماعت سے پوچھیں۔ اگر جماعت کہہ رہی ہے کہ فوری طور پر تمہاری ضرورت نہیں ہے تو پھر تمہیں اجازت دیں گے کہ تم کچھ وقت باہر جاب کر سکتی ہو۔ لیکن اس کیلئے پوچھنا اور اجازت لینا ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا: میں نے بارہا یہ ہدایت دی ہے کہ جب پندرہ سال کے ہو جاؤ تو وقف کا فارم پر کرکے اپنے آپ کو پیش کرو۔ پھر جب تمہاری تعلیم مکمل ہو جائے تو پھر دوبارہ اپنے آپ کو پیش کرو اور بتاؤ کہ میں نے اپنی تعلیم مکمل کر لی ہے۔ یہ میری تعلیم اور ڈگری ہے اور مجھے بتایا جائے کہ میں اب کیا کروں۔ پھر تمہیں بتائیں گے کہ اپنا کام کرلو اور جماعت کی خدمت بھی ساتھ ساتھ کرلو یا اپنے آپ کو پوری طرح جماعت کے سپرد کرو۔ پھر جماعت جہاں خدمت لینا چاہے گی لے گی۔

☆مجلس عاملہ ناروے کی حضور انور کے ساتھ ملاقات تھی اس دوران حضور انور ایدہ اللہ نے ہدایت فرمائی ہے کہ:

واقفین نو بچے ذیلی تنظیموں کے پروگرام میں پہلے شامل ہوں۔ بعد میں ان کے اپنے پروگرام ہوں۔ ان کے ذہن میں ہونا چاہیئے کہ یہ ذیلی تنظیموں کا اسی طرح حصہ ہیں جس طرح دوسرے بچے ہیں۔ بچپن سے ہی ان کی ٹریننگ ہونی چاہیئے کہ بہن بھائیوں سے نہیں لڑنا۔

14 ستمبر 2012ء میں جرمنی میں واقفین نو کی حضور انور کے ساتھ کلاس ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

واقفین نو چاہے وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں ان کا انتظام نیشنل سیکرٹری وقف نو کے ذمہ ہے۔ لجنہ کے تحت نہیں ہے۔ لجنہ میں سیکرٹری وقف نو کوئی نہیں ہے۔ لجنہ آپ کی مددگار تو ہو سکتی ہے لیکن ان کو آپ کی ہی ہدایات کو Follow Up کرنا چاہیئے۔ ان کی علیحدہ سے اپنی کوئی پالیسی نہیں ہونی چاہیئے۔

جرمنی میں وقف نو کی ایک کلاس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

صرف توجہ ہی نہیں دلانی بلکہ ان کو بتادیں کہ اگر آپ نے کام کی منظوری نہیں لی تو آپ کا نام وقف نو سے خارج کر دیا جائے گا۔ اگر کوئی وقف نو بغیر منظوری کے کام کر رہا ہے تو اس کو نوٹس دے دیں کہ اگر ایک مہینہ کے اندر اندر آپ کام کرنے کا اجازت نامہ حاصل نہیں کرتے تو آپ کو واقفین نو کی فہرست سے فارغ کرکے واپس بھیج دیا جائے گا۔

اس پر سیکرٹری صاحب وقف نو نے بتایا کہ جب ہم کام کرنے والے واقفین سے پوچھتے ہیں تو ان میں سے کئی کہتے ہیں کہ حضور انور سے ملاقات کے دوران اجازت لے لی تھی۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ملاقات کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دفتر کا تحریری ریکارڈ مکمل نہ ہو۔ آپ کا ریکارڈ بہرحال مکمل ہونا چاہیئے اور تحریری اجازت نامہ ہونا چاہیئے۔ یہ اجازت نامہ اور ریکارڈ مرکز میں بھی جانا چاہیئے۔

سنگاپور میں واقفین نو بچوں سے ہونے والی ایک کلاس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے سوال کیا کہ

اگر کسی واقف نو کے والدین کا جماعت سے اخراج ہوا ہو تو اس کا مطلب یہ سمجھا جائے گا کہ اب ان کے بچے بھی وقف نو سکیم سے فارغ ہیں؟ اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بالکل ایسا ہی ہے۔ وہ والدین جنہوں نے خود اپنا اچھا نمونہ پیش نہیں کیا تو وہ کس طرح اپنے بچوں کی ایک اچھے احمدی کے طور پر تربیت کر سکتے ہیں۔ ان کے بچے کس طرح ایک اچھے، بہتر ماحول میں پروان چڑھیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر والدین کو معافی مل جاتی ہے تو پھر ان کے واقف نو بچے دوبارہ وقف میں آنے کیلئے خلیفہ وقت کو لکھ سکتے ہیں۔ پھر اس بارہ میں خلیفۃ المسیح فیصلہ فرمائیں گے کہ ان کو دوبارہ شامل کرنا ہے یا نہیں۔

☆حضور انور نے فرمایا کہ لڑکیوں کیلئے میں اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ وہ ڈاکٹر بنیں، کسی زبان میں مہارت حاصل کریں یا ٹیچر، آرکیٹکٹ اور Historian کے پروفیشن میں جائیں۔ یا ریسرچ میں جائیں۔

اس سوال پر کہ کیا ایک واقفہ نو بچی کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایک واقف نو سے ہی شادی کرے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ ضروری نہیں ہے لیکن خفیہ طور پر کوئی شادی نہیں ہونی چاہیئے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

واقف نو بچیاں کسی بھی احمدی لڑکے سے شادی کرسکتی ہیں لیکن لڑکا اچھے کردار کا ہونا چاہیئے اور اس شادی کے بعد بھی آپ واقفین کی طرح ہی خدمت کریں گی۔

☆اس سوال پر کہ ہم کس عمر میں یہ فیصلہ کریں کہ ہم نے وقف نو سکیم کے تحت اپنا وقف جاری رکھنا ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ:

جب آپ پندرہ سال کی عمر کو پہنچیں تو اپنا وقف فارم پُر کریں اور اپنے سیکرٹری وقف نو کی وساطت سے مرکز کو بھجوائیں اور جب آپ اپنی تعلیم مکمل کر کے فارغ ہوں تو پھر بھی اپنے وقف کا عہد کریں اور سینٹر کو اس سے مطلع کریں۔

اس سوال پر کہ کیا جب ہم اپنی تعلیم مکمل کرلیں تو کیا ہم بطور civil servant کام کرسکتے ہیں باوجود اس کے کہ ہم نے اپنے وقف کا فارم پر کیا ہوا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

از خود اس کی اجازت نہیں ہے۔ کوئی بھی کام کرنے سے قبل خلیفۃ المسیح سے اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔ خلیفۃ المسیح کی اجازت کے بعد ہی کوئی دوسرا کام کیا جاسکتا ہے۔

(اب حضور انور نے ہدایت فرمائی ہے کہ واقفین نو جماعتی خدمات کے علاوہ ملک و قوم کی خدمت کے لئے پبلک سروسز میں بھی جائیں۔ مگر اس سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کے حوالہ سے فرمایا کہ

دنیا میں دین کو پھیلانے کیلئے دینی علم کی ضرورت ہے اور یہ علم سب سے زیادہ ایسے ادارہ سے ہی مل سکتا ہے جس کا مقصد ہی دینی علم سکھانا ہو اور یہ ادارہ جماعت احمدیہ میں جامعہ احمدیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس لئے واقفین نو کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو جامعہ احمدیہ میں آنا چاہیئے۔ سیکرٹریان وقف نو کو اس طرف بھی بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

وقف نو کا ایک نصاب بنا ہوا ہے۔ (یہ نصاب شعبہ وقف نو مرکزیہ کی ویب سائیٹ
WWW.WAQFENAUINTERNATIONAL.ORG
پر بھی آن لائن دستیاب ہے) اگر جماعت کا بھی ایک نصاب بنا ہوا ہے تو جب سیکرٹری تربیت اور سیکرٹری تعلیم اور سیکرٹری وقف نو جماعتی نظام کے تحت ہی کام کر رہے ہیں تو امراء اور صدران کا کام ہے کہ ان کو اکٹھا کر کے ایسا معین لائحہ عمل بنائیں کہ یہ نصاب بہر حال پڑھا جائے۔ خاص طور پر واقفین نو کو اس میں ضرور شامل کیا جائے۔

☆8جنوری ۲۰۱۳ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

ہر ملک کی انتظامیہ ایک کمیٹی بنائے جو جائزہ لے کہ ان ملکوں کی اپنی ضروریات آئندہ دس سال کی کیا ہیں؟ کتنے مبلغین ان کو چاہئیں۔ کتنے زبان کے ترجمے کرنے والے چاہئیں۔ کتنے ڈاکٹر چاہئیں؟ کتنے ٹیچرز چاہئیں جہاں جہاں ضرورت ہے۔ اور اس طرح مختلف ماہرین اگر چاہئیں تو کیا ہیں؟ مقامی زبانوں کے ماہرین کتنے چاہئیں۔ یہ جائزے لے کر تین سے چار مہینے کے اندر اندر اس کی رپورٹ ہونی چاہیئے اور شعبہ وقف نو اس کو Proper Follow Up کرے۔

جو بچے جامعہ احمدیہ سے تعلیم حاصل نہیں کرتے، ان کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سنگاپور میں ارشاد فرمایا تھا:

جو واقفین نو بچے جامعہ نہیں جائیں گے وہ دینی تعلیم (Religious Knowledge) کہاں سے حاصل کریں گے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے امیر صاحب انڈونیشیا کو ہدایت فرمائی کہ ایک کمیٹی بنائیں۔ ایسے بچوں کو دینی تعلیم دینے کیلئے سلیبس ہو۔ جس میں قرآن کریم کا ترجمہ ہو، احادیث ہوں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہوں۔ مبلغین جو اردو زبان جانتے ہیں وہ کتب کا ترجمہ کرسکتے ہیں، بعض انگریزی سے کرسکتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ بیس بائیس سال کی عمر تک ہر واقف نو کو قرآن کریم کا ترجمہ آنا چاہیئے۔ کم از کم سو احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے کچھ حصے ضرور آنے چاہئیں۔

(باقی ان شاء اللہ آئندہ)
(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی زندگی میں جو آخری مالی تحریک فرمائی وہ ''مریم شادی فنڈ'' ہے۔

مورخہ 28فروری2003ء کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

''اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھ دیتا ہوں امید ہے کہ اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جا سکے گا۔''

(الفضل 6/ مئی 2003ء)

احباب جماعت کو حضور کی اس تحریک میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ضرور حصہ لینا چاہئے اور اپنی شادیوں کے مواقع پر اس تحریک میں بھی ادائیگی کرنی چاہئے تا کہ مستحق، بے سہارا اور یتیم بچیاں بھی عزت کے ساتھ رخصت ہوسکیں نیز ایسے افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق ضرور اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ

(ناظر اعلیٰ)

بیوت الحمد منصوبہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

''اللہ کے گھر بنانے کے شکرانہ کے طور پر خدا کے غریب بندوں کے گھروں کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے۔'' (خطبات طاہر جلد 1 صفحہ 241)

قرآنی تعلیمات کی رو سے بے سہارا افراد بیواؤں اور غرباء کی ضرورت پوری کرنا خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کا بہترین زینہ ہے۔ بیوت الحمد منصوبہ کے تحت بیوگان اور مستحقین کو حسب ضرورت رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ بیوت الحمد کالونی میں 112 کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہیں۔ اسی طرح سات صد سے زائد احباب کو ان کے اپنے اپنے گھروں میں حسب ضرورت جزوی توسیع کے لئے لاکھوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور امداد کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیوت الحمد سکیم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''کئی احمدی جب اللہ کے فضل سے اپنے گھر بناتے ہیں تو اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔ بعض نے اپنا بڑا قیمتی گھر بنایا تو بیوت الحمد کے ایک مکمل گھر کا خرچ بھی ادا کیا تو اگر تمام دنیا کے احمدیوں کے خریدنے یا بنانے پر کچھ نہ کچھ اس مد میں دینے کی طرف توجہ پیدا ہو جائے تو کئی ضرورت مند غریب بھائیوں کا بھلا ہوسکتا ہے۔''

(خطبہ عید الفطر 13/ اکتوبر 2007ء خلفاء احمدیت کی تحریکات اور ان کے شیریں ثمرات صفحہ 561)

(صدر بیوت الحمد منصوبہ)

28جولائی2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	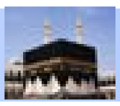	04:29	19:01
مدینہ منورہ	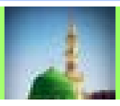	04:22	19:08
قادیان	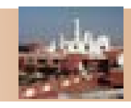	04:08	19:28
ربوہ		03:48	19:08
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:53	20:55